بشارات بائبل

بابت

آلِ اسماعیل علیہ السلام

پروفیسر
غلام نبی مسلم
ایم۔ اے

شائع کردہ: اسلامی مشن۔ سنت نگر۔ لاہور

بشارات اناجیل

بابت

آلِ اسماعیل علیہ السلام

پروفیسر غلام نبی مسلم ایم۔ اے

شائع کردہ

اسلامی مشن سنت نگر لاہور

طباعت ۔ ستیہ منتہ اردو بازار لاہور

اشاعت ۔ اسلامی مشن، سنت نگر لاہور

کتابت ۔ عبدالمجید امجد ۔ صداقت پارک"

حق پرست مسیحی پادری توجّہ فرمائیں

عام مسیحی بھائی اور خاص کر مسیحی پادری بائبل کو خدا کا کلام مانتے ہیں۔ اور ان کے نزدیک کتابِ مقدس کی کسی بات کا انکار ایمان کے خلاف ہے۔ پادریوں کے اسی عقیدے نے ہمیں جرأت دلائی ہے کہ ہم ان کی توجّہ عہدنامہ عتیق اور عہدنامہ جدید کی دو نہایت اہم باتوں کی طرف دلائیں اور ان کے ایمان اور عمل میں جو تضاد پایا جاتا ہے۔ اس کی وضاحت طلب کریں۔

۱۔ حضرت ابراہیمؑ کو بشارات

مصر سے واپسی پر حضرت ابراہیمؑ کنعان میں آباد ہوئے۔ انہوں نے تین بیویاں کیں۔ مصری شہزادی حضرت ہاجرہؓ کے بطن سے پہلوٹھا بیٹا اسماعیلؑ پیدا ہوا۔ دوسری بیوی سارہؓ سے اسحٰقؑ پیدا ہوا۔ اور تیسری بیوی قطورہؓ سے زمران۔ یقسان۔ مدان۔ مدیان۔ اسباق۔ اور سوخ پیدا ہوئے۔

حضرت سارہؓ اور اسحٰقؑ کو حضرت ابراہیمؑ نے کنعان میں آباد کیا۔ حضرت قطورہؓ کی اولاد کو مشرق میں بسایا۔ اور حضرت ہاجرہؓ اور ان کی اولاد کو جنوب مشرق میں یمن، حجاز اور دشتِ فاران میں آباد کیا۔ اور اس طرح ان بیٹوں کی اولاد اس طریق سے پھلی پھولی۔ کہ ان کے درمیان کوئی دوسری قوم نہ تھی۔ ان کا باہم میل جول رہا۔ اور ایک دوسرے کے دکھ سکھ میں شریک رہے۔

نسلی ترقی اور حکومت کی خوشخبری

جب لوطؑ ابراہیمؑ سے جدا ہو گئے اور ابراہیمؑ کنعان میں بس گئے۔ تو:۔

۱۔ خداوند نے ابرام سے کہا کہ اپنی آنکھ اٹھا اور جس جگہ تو ہے، وہاں سے شمال اور جنوب اور مشرق اور مغرب کی طرف نظر دوڑا کیونکہ یہ تمام ملک جو تو دیکھ رہا ہے۔ میں تجھ کو اور تیری نسل کو ہمیشہ کے لئے دوں گا۔ اور میں تیری نسل کو خاک کے ذروں کی مانند بناؤں گا۔ ایسا کہ اگر کوئی شخص خاک کے ذروں کو گن سکے تو تیری نسل بھی گن لی جائے گی۔

(بائبل کتاب پیدائش ۱۳ : ۱۴ - ۱۶)

۲۔ حضرت ابراہیمؑ کے ہاں اولاد نہ ہوئی۔ ان کو خوف تھا کہ وارث کے بغیر فوت ہو جائیں گے۔ اور ان کے کاروبار

کا مختار الیعزر دمشقی ان کا وارث ہو جائے گا

"تب خداوند کا کلام اس پر نازل ہوا اور اس نے فرمایا۔ یہ تیرا وارث نہ ہوگا۔ بلکہ وہ جو تیرے صلب سے پیدا ہوگا۔ وہی تیرا وارث ہوگا اور وہ اس کو باہر لے گیا اور کہا کہ اب آسمان کی طرف نگاہ کر۔ اور اگر ستاروں کو گن سکتا ہے تو گن اور اس سے کہا تیری اولاد ایسی ہوگی اور وہ خداوند پر ایمان لایا۔ اور اسے اس نے اس کے حق میں راستبازی شمار کیا۔

(پیدائش ۱۵ : ۴-۶)

۳۔ اسی روز خداوند نے ابرام سے عہد کیا اور فرمایا کہ یہ ملک دریائے مصر سے لے کر اس بڑے دریا یعنی دریائے فرات تک قینیوں اور قنیزیوں اور قدمونیوں اور حتیوں اور فرزیوں اور رفائیم اور اموریوں اور کنعانیوں اور جرجاسیوں اور یبوسیوں سمیت میں نے تیری اولاد کو دیا

(پیدائش ۱۵ : ۸ - ۲۱)

۴۔ خدا نے اس سے ہم کلام ہو کر فرمایا۔ کہ دیکھ میرا عہد تیرے ساتھ ہے۔ اور تو بہت قوموں کا باپ ہوگا۔ اور تیرا نام پھر ابرام نہیں کہلائے گا۔ بلکہ تیرا نام ابرہام ہوگا۔ کیونکہ میں نے تجھے بہتیرے مردوں کا باپ ٹھہرا دیا ہے۔ اور میں تجھے بہت برومند کروں گا۔ اور قومیں تیری نسل

سے ہوں گی۔ اور بادشاہ تیری اولاد میں سے برپا ہوں گے

(پیدائش ۱۷ : ۲ - ۶)

غورطلب اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضرت ابراہیمؑ کو یہ بشارات نہایت واضح ہیں۔ ان میں حضرت ہاجرہؓ کے بطن سے سب سے بڑے اور پہلوٹھے بیٹے حضرت اسماعیلؑ کے علاوہ حضرت سارہؓ اور حضرت قطورہؓ کے فرزندوں کے لئے یکساں بشارات موجود ہیں۔ مگر ان کے اولیں مخاطب حضرت اسماعیلؑ ہیں۔ چنانچہ مذکورہ حوالہ نمبر۲ (پیدائش ۱۵ : ۴ - ۶) میں جب وارث نہ ہونے پر حضرت ابراہیمؑ نے غم وافسوس ظاہر کیا۔ تو اللہ تعالیٰ نے بطور وارث حضرت اسماعیلؑ کی پیدائش کی خوش خبری دی۔ بالفاظ دیگر بشارت کی ابتداء حضرت اسماعیلؑ سے ہوئی۔ اور حضرت ابراہیمؑ کو جب دوسرے بیٹے کی بشارت ملی تو اسماعیلؑ کی محبت کے پیش نظر کہا "کاش اسماعیلؑ ہی تیرے حضور جیتا رہے"؟

(پیدائش ۱۷ : ۱۸)

گویا ان کے نزدیک اسماعیلؑ کا وجود ہی خوش خبری کے پورا ہونے کے لئے کافی تھا۔ مگر اسماعیلؑ کی اہمیت ظاہر کرنے کے لئے پھر بشارت دی:-

"اور اسماعیلؑ کے حق میں بھی میں نے تیری دعا سنی۔ دیکھ میں

اسے برکت دوں گا اور اسے برومند کروں گا۔ اور اسے بہت بڑھاؤں گا اور اس سے بارہ سردار پیدا ہوں گے۔ اور میں اسے بڑی قوم بناؤں گا۔"

(پیدائش ۱۷ : ۲۰)

حضرت ہاجرہؓ کو اسماعیلؑ کی بشارت

"اے ہاجرہ... اٹھ اور لڑکے کو اٹھا اور اسے اپنے ہاتھ سے سنبھال کیونکہ میں اسے بڑی قوم بناؤں گا۔"

(پیدائش ۲۱ : ۱۸)

"اور خدا کے فرشتہ نے اس (ہاجرہؓ) سے کہا۔ کہ میں تیری اولاد کو بہت بڑھاؤں گا۔ یہاں تک کہ کثرت کے سبب سے اس کا شمار نہ ہو سکے گا۔ اور خداوند کے فرشتہ نے اس سے کہا کہ تو حاملہ ہے اور تیرے بیٹا ہوگا۔ اس کا نام اسماعیل ہوگا۔ اس لئے کہ خداوند نے تیرا دکھ سن لیا۔ وہ گورخر کی طرح آزاد مرد ہوگا اس کا ہاتھ سب کے خلاف اور سب کے ہاتھ اس کے خلاف ہوں گے اور وہ اپنے سب بھائیوں کے سامنے بسا رہیگا۔"

(پیدائش ۱۶ : ۱۰ - ۱۲)

ہم ابتدا ہی میں لکھ چکے ہیں کہ یہ بشارات حضرت ابراہیمؑ کے تمام بیٹوں کے بارے میں ہیں۔ اور حضرت اسماعیلؑ ان کے بالخصوص

مخاطب ہیں اور ظاہر ہے کہ بشارات کی رُو سے :

۱ - اسماعیلؑ اور ان کی اولاد برومند ہو گی اور قومیں ان سے برکت پائیں گی ۔

۲ - ان کی تعداد ریت کے ذروں کی طرح گنی نہ جا سکے گی

۳ - انہیں شام سے یمن تک اور مصر سے عراق تک کی سرزمین عطا کی جائے گی ۔

۴ - ابراہیمؑ کی صلب سے ہونے کی وجہ سے اسماعیلؑ ان کا روحانی اور مادی وارث ہو گا ۔

۵ - اسماعیلؑ کے بارہ بیٹے سردار ہوں گے ۔ اور ان کی نسل سے سلاطین پیدا ہوں گے ۔

۶ - اسماعیلؑ اور ان کی اولاد ہمیشہ آزاد رہے گی اور موعود سرزمین میں ہمیشہ بسی رہے گی ۔

پادری ایمان داری سے بتائیں

پادری ان بشارتوں پہ ایمان رکھتے ہیں اور خدا کا کلام باطل نہیں ہو سکتا ۔ ان کا ایمان ہے کہ ان بشارتوں کے مطابق حضرت اسحاقؑ نبی تھے ۔ اور ان کی اولاد میں بہت سے نبی ہوئے بنی اسحاق بہت پھیلے ۔ اور انہیں بادشاہت عطا کی گئی ۔ اور اگر حضرت اسحاقؑ کے حق میں یہ بشارتیں پوری ہوئیں ۔ تو حضرت اسماعیلؑ اور ان کی

اولاد کے حق میں کیوں پوری نہ ہوئیں ؟

اور اس صورت میں خدا کا کلام باطل ہوا یا کہ سچا ؟ اگر اسماعیلؑ اور ان کی اولاد بھی آسمانی اور زمینی برکات و فیوض سے بہرہ ور ہوئی ۔ تو پھر ان میں کون کون سے نبی پیدا ہوئے ؟ بالخصوص جب کہ اولاد اسماعیلؑ اس بات پہ ایمان رکھتی ہے ۔ کہ حضرت ابراہیمؑ کے فرزند اکبر اور اولین وارث حضرت اسماعیلؑ خدا کے برگزیدہ نبی تھے جنہوں نے اپنے محترم والد حضرت ابراہیمؑ سے مل کر دنیا میں خدا کا اولین گھر کعبہ مکہ مکرمہ میں تعمیر کیا ۔ اور عرب کے طول و عرض میں اللہ اکبر (خدائے واحد ہی بڑا ہے) کی صدائیں بلند کیں ۔ اور گزشتہ ہزارہا سال سے کم و بیش عرب بلکہ دنیا بھر کے مسلمان توحید کے علمبردار چلے آئے ہیں ۔

پھر اسماعیلؑ کے کروڑوں فرزند اس بات پہ ایمان رکھتے ہیں کہ ابراہیمؑ کے مبشر موعود فرزند ہی کی نسل میں سے عین حرم بیت اللہ کے سایہ میں مکہ کی مقدس سرزمین میں حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دنیا میں توحید کے قیام اور عالم کی ہدایت کے لئے مبعوث ہوئے ۔ جنہوں نے حضرت ابراہیمؑ کے مسلک پہ چل کر دنیا کو خدائے واحد کی طرف بلایا ۔ اسرائیلی نبیوں کی تصدیق کی ۔ ان کی طرف نازل شدہ کتابوں کو خدا کا کلام بتایا ۔ اور اپنے ماننے والے کروڑوں

عربوں اور مسلمانوں کے دلوں میں ان نبیوں اور کتابوں پر ایمان اور دلی احترام پیدا کیا۔ پھر کیا وجہ ہے کہ اہلِ کتاب حضرت اسماعیلؑ اور ان کی اولاد کے حق میں بشارت کی موجودگی میں آلِ ابراہیمؑ کے ان دو فرزندوں کی صداقت کو تسلیم نہ کریں۔

نیز بتائیں کہ بشارات کے ہوتے ہوئے اگر فرزندِ ابراہیمؑ حضرت اسماعیلؑ اور مرکزِ توحید مکہ سے توحید کا علم بلند کرنے والے فرزندِ ابراہیمؑ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم خدا کے نبی نہ تھے تو پھر اسماعیلؑ اور ان کی اولاد کے حق میں کتابِ مقدس کی بشارات کا کیا بنا۔ اگر وہ پوری ہوئیں تو کس صورت میں؟ اور پوری نہ ہوئیں تو پھر خدا کا کلام کیسے سچا ہوا؟

اور اگر خدا کا کلام سچا ہے اور اس کی رُو سے فرزندِ ابراہیمؑ حضرت اسماعیلؑ اور ان کی مبشر اولاد بادشاہت اور نبوت سے سرفراز ہوئی تو اس کی تعیین کیا ہے اور پادریوں کو اس پر ایمان لانے میں کیا رکاوٹ ہے اور اگر مسیحی بھائی اور بالخصوص پادری صاحبان کتابِ مقدس کی ان بشارات کو سچا ثابت کر دیں تو یہ مسیحیت کی بہت بڑی خدمت ہوگی۔ اور اگر وہ کوئی ثبوت مہیا نہ کر سکیں تو پھر کتابِ مقدس کی صداقت پر کون یقین کرے گا؟

غور کا دوسرا طریق

یہ ایک حقیقت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بشارات کے ذریعے شام سے یمن اور مصر سے فرات تک کی سرزمین حضرت ابراہیمؑ کے فرزندوں (اسماعیل۔ اسحاقؑ اور بنی قطورہؑ) کو ہمیشہ کے لئے بخش دی اور حضرت ابراہیمؑ نے اپنی زندگی ہی میں کنعان میں حضرت اسحاقؑ، کنعان کے جنوب میں اشور سے حویلہ تک عرب کے تمام علاقے میں حضرت اسماعیلؑ اور کنعان کے مشرق میں بنی قطورہؑ کو آباد کیا۔ اور آج تک یہ علاقہ آلِ ابراہیمؑ کے پاس ہے۔ اور گو اسحاقؑ کی اولاد گردشِ روزگار سے وقتاً فوقتاً ان علاقوں سے محروم رہی۔ مثلاً اسحاقؑ کے فرزند حضرت یعقوبؑ (اسرائیل) اور ان کی اولاد قحط کی وجہ سے مصر چلی گئی۔ اور چار سو سال سے زیادہ عرصہ تک مصریوں کی غلام رہی۔ جس کی وجہ سے بشارت چار پانچ سو سال محروم رہی۔ لیکن ان کے خلا کو اسماعیلیوں اور دوسرے فرزندانِ ابراہیمؑ کی اولاد نے پورا کرنے کے لئے ان علاقوں پر قبضہ کر لیا اور بشارت پر حرف نہ آنے دیا۔

پانچ سو سال بعد اسرائیلی واپس کنعان آئے اور پھر اس ملک پر قبضہ کر لیا۔ مگر آٹھویں صدی قبل مسیح میں اسیریا کے حاکم سارغون نے (۷۲۲ ق م) میں اسرائیلیوں پر حملہ کر کے بارہ میں سے دس اسرائیلی قبائل کو قید کر لیا انہیں اپنے ساتھ لے گیا۔ یہ دس قبائل کبھی واپس نہ آئے۔ اور یہی بنی اسرائیل کی گم شدہ بھیڑیں تھیں۔ جنہیں تلاش اور

یکجا کرنے کے لیے حضرت مسیح مبعوث ہوئے۔ مگر یہودیوں کی مخالفت کی وجہ سے ایسا نہ کر سکے۔ بلکہ جناب کی بددعا سے یہود کے باقی دو قبائل بھی رومیوں کے ہاتھوں برباد ہو کر ارضِ مقدس سے جلاوطن ہو گئے۔

پھر سارغون کے بعد چھٹی صدی قبل مسیح (۵۸۶ ق.م) میں بنوکدنضر شاہِ بابل نے یروشلم کو برباد کیا اور اکثر باقی یہود کو بھی گرفتار کر کے لے گیا۔ جنہیں سائرس اعظم شاہ ایران نے دوبارہ یہودیہ میں آباد ہونے کی اجازت دی۔ مگر حضرت یحییٰ اور حضرت مسیح کی نافرمانی کر کے پھر ہمیشہ کے لئے جلاوطن ہو گئے۔

اگر بشارات کی صداقت کے لئے بنی اسرائیل کی تاریخ کو بطور دلیل پیش کیا جائے۔ تو یہ بشارت درست معلوم نہیں ہوتی۔ مگر ابراہیم کے پہلوٹھے فرزند حضرت اسماعیلؑ اور ان کی اولاد کی تاریخ کو بھی اس کے ساتھ ملحوظ خاطر رکھیں تو یہ بشارت روزِ روشن کی طرح سچی نظر آتی ہے۔ کیونکہ حضرت ابراہیمؑ نے جہاں حضرت اسماعیلؑ کو آباد کیا تھا۔ ان کی اولاد نہ صرف وہاں آزاد اور آباد چلی آئی ہے بلکہ انہوں نے اپنی حدوں سے باہر نکل کر ارضِ موعود کے ان حصوں کو آباد کر لیا۔ جہاں ان کے بھائی اسرائیلی آباد تھے۔ مگر خارج کر دیئے گئے۔ اس طرح اسماعیلیوں کی بدولت یہ بشارات اپنی پوری آب و تاب سے پوری ہوئیں۔ اور اس میں کوئی خلل نہ آیا۔ بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قیادت میں نہ صرف آلِ اسماعیلؑ بلکہ بکثرت آلِ اسرائیل

(یہود و نصاریٰ) نے علمِ توحید کے نیچے متحد ہو کر ارضِ مقدس اور قرب و جوار کے علاقوں پر سیاسی اور دینی تسلط جما لیا۔ اور بشارت کا کوئی پہلو (نبوت، حکومت، اتحاد) تشنۂ تکمیل نہ چھوڑا۔ اور در حقیقت اسی دور میں کتابِ مقدس کی بشارات پوری آب و تاب سے پوری ہوئیں۔

یہ سطور اسی تڑپ کے ماتحت لکھی جا رہی ہیں کہ خدا کا کلام باطل نہ ہو۔ بلکہ اس کی سچائی کما حقہٗ دنیا پر ظاہر ہو۔ اس لئے ہم مسیحی بھائیوں اور ان کے یہودی آقاؤں سے دریافت کرتے ہیں کہ اگر ارضِ مقدس پر آلِ ابراہیمؑ کے قبضے کی بشارت صحیح معنوں میں اسماعیلؑ اور ان کی نسل کے وجود میں پوری ہوئی۔ اور پوری ہو رہی ہے۔ تو کیا وجہ ہے کہ آسمانی برکات کے پیشِ نظر بنی اسحٰق کی طرح بنی اسماعیلؑ کے حق میں نبیوں کی بعثت کی بشارت پوری نہ ہو۔ اور حضرت اسماعیلؑ اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نبی نہ مانا جائے۔

بالخصوص جبکہ بنی اسرائیل نے موسیٰؑ سے لے مسیحؑ تک اسرائیلی نبیوں کو ان کی حیاتِ طیبہ میں کبھی کما حقہٗ قبول نہ کیا۔ اور ہلاک ہوتے رہے۔ مگر عربوں نے حضرت اسماعیلؑ اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کی زندگیوں میں ہی قبول کیا اور مرورِ زمانہ کے باوجود ان کے مسلک پر قائم رہے جس کا اولیٰ نمونہ مکہ مکرمہ میں حج کا اجتماع ہے۔ جس کا آغاز ابراہیمؑ اور اسمٰعیلؑ نے کیا اور اس زمانے سے آج تک دنیا کے گوشے گوشے سے عرب

اور دیگر مسلمان محض محبت اور اطاعت کے جذبے سے سرشار ہر سال مکہ کھچے چلے آتے ہیں۔ اور حضرت ابراہیمؑ، حضرت ہاجرہؑ اور حضرت اسمٰعیلؑ کے مشن، اسوۂ حسنہ، اطاعت الٰہی اور اعلائے کلمۃ الحق کی یاد تازہ کرتے ہیں۔ اور قیامت تک کرتے رہیں گے۔

پس جو یہودی اور مسیحی کتابِ مقدس پر کامل ایمان رکھتے ہیں۔ ان پہ لازم ہے۔ کہ حضرت ابراہیمؑ اور ان کے واسطے سے حضرت ہاجرہؑ ان کے فرزند حضرت اسماعیلؑ اور ان کی اولاد کے بارے میں کتاب مقدس میں جو بشارتیں دی گئی ہیں۔ ان کو سچا مانیں۔ ابراہیمؑ کی اس شاخ کا احترام کرنا سیکھیں۔ حضرت اسماعیلؑ اور ان کی ذریتِ طیبہ میں سے حضرت محمد رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت پہ ایمان لائیں۔ بنی اسماعیلؑ اور بنی اسرائیل کو ایک ہی طیب شجر کی دو پھلدار شاخیں تسلیم کریں۔ اور دنیا کو اس درخت کے زیر سایہ لانے کے لئے مسلمانانِ عالم کا ساتھ دیں۔

۲۔ حضرت مسیحؑ کی بشارات

حضرت موسیٰؑ سے حضرت مسیحؑ تک بنی اسرائیل میں بیسیوں نبی آئے۔ اور انہوں نے گمراہ اور مفسد اسرائیلیوں کو آسمانی تعلیمات پر قائم کرنے کی ہر ممکن سعی فرمائی۔ مگر یہ بدنصیب قوم ہر نبی کی منکر

ہوئی اور ان کی بد دعاؤں اور لعنتوں کی وجہ سے ذلت و مسکنت کا شکار ہوتی رہی۔ حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر اتمامِ حجت کے لیے، ان میں حضرت یوحنا (یحییٰؑ) اور حضرت مسیحؑ کو مبعوث فرمایا، تا کہ وہ بنی اسرائیل کو متحد و مجتمع کر کے انہیں رومیوں کی غلامی سے نجات دلائیں۔ ان دونوں بزرگ ہستیوں نے انہیں توحید کی دعوت دی۔ توریت پر قائم ہونے اور اپنی پیروی کرنے کی تلقین کی۔ پھر اپنی صداقت کے لیے بیسیوں نشانات دکھائے۔ مگر بدبخت یہودیوں نے ان کی ایک نہ سنی۔ بلکہ ان کے قتل کے درپے ہو گئے۔ اور صرف دو تین سال کی مدت ہی میں یوحنا کو قتل اور مسیحؑ کو مصلوب کرا دیا۔ اور خود ان بد دعاؤں اور لعنتوں کا نشانہ بن گئے جو ان نبیوں نے ان کے متعلق کیں۔ اور خدا کا غضب بھڑکانے کا موجب ہوئیں۔

یوحنا کی بد دعا

جب یہودی علماء اور فقیہوں نے لوگوں کو یوحنا کی طرف راغب ہوتے دیکھا اور اپنے اقتدار کو خطرے میں پایا۔ تو عوام الناس کو ان کے خلاف ابھارا۔ مذہب اور قوم کو خطرے کا واسطہ دیا۔ اور ساتھ ہی رومی حاکمِ وقت کو بغاوت کا احساس دلا کر یوحنا کے خلاف ابھارا۔ حضرت یوحنا نے ان کے مسموم عزائم کو بھانپ لیا:۔

"جب اس نے بہت سے فریسیوں اور صدوقیوں کو بپتسمہ

کے لئے اپنے پاس آتے دیکھا تو ان سے کہا کہ اے سانپ کے بچو! تم کو کس نے جتا دیا کہ آنے والے غضب سے بھاگو۔ پس توبہ کے موافق پھل لاؤ۔ اور اپنے دلوں میں یہ کہنے کا خیال نہ کرو۔ کہ ابرہام ہمارا باپ ہے۔ کیونکہ میں تم سے کہتا ہوں کہ خدا ان پتھروں سے ابرہام کیلئے اولاد پیدا کر سکتا ہے۔ اور اب درختوں کی جڑ میں کلہاڑا رکھا ہوا ہے۔ پس جو درخت اچھا پھل نہیں لاتا۔ وہ کاٹا اور آگ میں ڈالا جاتا ہے۔"

(متی ۳: ۷-۱۰)

حضرت یوحنا نے ان یہودیوں کے ارادوں، نیتوں، روش اور مقصد کو بھانپ کر ہی انہیں سانپ کے بچے، غضب کے حقدار اور بے ثمر درخت ٹھہرایا۔ ان کے نسلی غرور اور برگزیدہ قوم ہونے کے خیال کو باطل ٹھہرایا اور ان کو بداعمالیوں کا شکار قرار دے کر غضب کا مستحق قرار دیا۔ جس کی تائید اس بات سے ہوتی ہے۔ کہ ان لوگوں نے حضرت یوحنا کو قتل کرا دیا اور ان کے بعد بقول انجیل حضرت مسیح کی شدید مخالفت کر کے انہیں صلیب پہ لٹکانے پر زور دیا۔

حضرت مسیحؑ کی یہودیوں سے مایوسی

حضرت یوحنا کے قتل کے بعد یہودی علماء، فقیہہ اور اکابر حضرت مسیحؑ کو کچلنے کے درپے ہو گئے۔ اور اپنے غنڈوں کے علاوہ حکومت کو بھی اس نئی تحریک کو ختم کرنے پر اکسایا۔ اور گو حضرت مسیحؑ نے بے شمار معجزے دکھائے۔ بیماروں کو شفا بخشی۔ کوڑھیوں۔ اپاہجوں اندھوں کو چنگا کر دیا۔ بدروحوں کو نکالا۔ مگر چند لوگوں کے سوا کوئی ایمان نہ لایا۔ حتیٰ کہ حضرت مسیحؑ نے تنگ آ کر یہود کو بار بار کہا کہ:

تمہیں کیا ہو گیا ہے تم نبیوں کو قتل کرتے اور رسولوں کو سنگسار کرتے ہو۔ اور مختلف بہانوں سے مخالفت کر کے اپنی سنگدلی بدقسمتی اور خدا کے غضب پر مہر لگاتے ہو۔ چنانچہ فرمایا

"یوحنا نہ کھاتا آیا نہ پیتا اور وہ کہتے ہیں کہ اس میں بدروح ہے ابن آدم (مسیح ناقل) کھاتا پیتا آیا۔ اور وہ کہتے ہیں۔ کہ دیکھو کھاؤ پیو اور شرابی آدمی محصول لینے والوں اور گنہ گاروں کا یار"

(متی ۱۱: ۱۸ - ۱۹)

حضرت یوحنا کے قتل نے حضرت مسیحؑ کو یہودیوں کی خفی دشمنی سے متنبہ کر دیا۔ ان کی زندگی ہر وقت خطرے میں تھی۔ یہودی چاہتے تھے۔ کہ حضرت مسیحؑ سے مختلف سوالات کے ذریعے ایسی باتیں کہلوائیں۔ جن سے حکومت بھی ان کے خلاف ہو جائے۔

اور عوام میں بھی اشتعال پیدا ہو۔ چنانچہ حضرت مسیح مایوس ہو گئے اور ایک یہود کی طرف سے نشان مانگنے پر نشان دکھانے سے انکار کر دیا۔ جیسا کہ مرقس کی انجیل میں مذکور ہے :-

"پھر فریسی نکل کر اس سے بحث کرنے لگے۔ اور اسے آزمانے کے لئے اس سے کوئی آسمانی نشان طلب کیا۔ اس نے اپنی روح میں آہ کھینچ کر کہا۔ اس زمانہ کے لوگ کیوں نشان طلب کرتے ہیں۔ میں تم سے سچ کہتا ہوں۔ کہ اس زمانے کے لوگوں کو کوئی نشان نہیں دیا جائے گا"

(مرقس ۸ : ۱۱-۱۲)

متی اور لوقا کی اناجیل میں حضرت مسیح کے الفاظ بھی لکھے ہیں۔ "اس زمانہ کے بُرے اور زنا کار لوگ نشان طلب کرتے ہیں"۔ ان الفاظ سے آپ کی تلخی، غضب اور مایوسی کی شدت ظاہر ہے۔

بستیوں کو بددعا آپ نے نہ صرف مایوس ہو کر نشان دکھانے سے انکار کر دیا۔ بلکہ جہاں جہاں پہلے نشان دکھائے تھے۔ ان بستیوں کے بارے میں اناجیل میں لکھا ہے :-

"وہ اس وقت ان شہروں کو ملامت کرنے لگا۔ جن میں اس کے اکثر معجزے ظاہر ہوئے تھے۔ کیونکہ انہوں نے توبہ نہ کی تھی۔

کہ "اے خرازین تجھ پر افسوس! اے بیت صیدا تجھ پر افسوس! کیونکہ جو معجزے تم میں ظاہر ہوئے اگر صور اور صیدا میں ہوتے تو وہ ٹاٹ اوڑھ کر اور خاک میں بیٹھ کر کب کے توبہ کر لیتے۔ مگر میں تم سے کہتا ہوں۔ کہ عدالت کے دن صور اور صیدا کا حال تمہارے حال سے زیادہ برداشت کے لائق ہوگا۔ اور اے کفرنحوم! کیا تو آسمان تک بلند کیا جائے گا۔ تو عالم ارواح میں اترے گا۔ کیونکہ جو معجزے تجھ میں ظاہر ہوئے۔ اگر سدوم میں ہوتے تو آج تک قائم رہتا۔ مگر میں تم سے کہتا ہوں۔ کہ عدالت کے دن سدوم کے علاقے کا حال تیرے حال سے زیادہ برداشت کے لائق ہوگا۔"

(متی ۱۱: ۲۰-۲۴)

(سدوم وغیرہ بستیاں پہلے برباد ہو چکی تھیں۔ مسیح کے نزدیک یروشلم، کفرنحوم خرازین۔ بیت صیدا ان سے بھی بُرے تھے)

"اے یروشلم! اے یروشلم! تو جو نبیوں کو قتل کرتا اور جو تیرے پاس بھیجے گئے ان کو سنگسار کرتا ہے۔ کتنی بار میں نے چاہا۔ کہ جس طرح مرغی اپنے بچوں کو پروں تلے جمع کر لیتی ہے۔ اسی طرح میں بھی تیرے لڑکوں کو جمع کر لوں۔ مگر تم نے نہ چاہا۔ دیکھو تمہارا گھر تمہارے لئے ویران چھوڑا جاتا ہے کیونکہ میں تم سے کہتا ہوں۔ کہ اب سے مجھے ہرگز نہ دیکھو گے

جب تک تم کہو گے۔ کہ مبارک ہے وہ جو خداوند کے نام سے آتا ہے۔

(متی ۲۳ : ۳۴-۳۹)

"اور یسوع ہیکل سے نکل کر جا رہا تھا کہ اس کے شاگرد اس کے پاس آئے تاکہ اسے ہیکل کی عمارتیں دکھائیں۔ اس نے جواب میں ان سے کہا "کیا تم ان سب چیزوں کو نہیں دیکھتے؟ میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ یہاں کسی پتھر پر پتھر باقی نہیں رہے گا جو گرایا نہ جائے گا"

(۲۴ : ۱-۲)

یہودیوں نے یوحناؑ اور مسیحؑ کی باتوں پہ توجہ نہ دی اور دنیا نے دیکھا۔ کہ یہود اور ان کی بستیوں پہ آسمانی عذاب آ کر رہا۔ اور سنہ ۷۰ء میں رومی جنیل ٹائیٹس نے ان بستیوں کی اینٹ سے اینٹ بجا دی۔ ہیکل کا نشان تک مٹ گیا۔ اور یہودی ارضِ مقدس سے بھاگ کر جان بچانے پہ مجبور ہوئے۔ اور اس آسمانی غیظ و غضب کا شکار ہوئے۔

بنی اسرائیل کے رُوحانی اور مادی اقتدار کا خاتمہ

حضرت یوحناؑ اور حضرت مسیحؑ کی ان تنبیہات میں یہود کے روحانی اور مادی زوال کی طرف صریح اشارہ ہے۔ یروشلم اور ہیکل ان کی سیاسی اور دینی عظمت کی علامت تھے۔ اور ان

درختوں کا رومیوں کے ہاتھوں خاتمہ ہوگیا۔ حضرت یوحنّا نے تو صاف کہہ دیا تھا کہ

"اب درختوں کی جڑ پر کلہاڑا رکھا ہوا ہے پس جو درخت اچھا پھل نہیں لاتا۔ اسے کاٹا اور آگ میں ڈالا جاتا ہے۔"

چنانچہ یوحنّا کو قتل کیا گیا۔ اور حضرت مسیح کو صلیب پر لٹکایا گیا۔ اور اس طرح یہود نے ثابت کردیا۔ کہ ان کی حیات کا درخت اسی قابل ہے کہ اسے کاٹا اور جلایا جائے۔ اور اسے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ختم کردیا جائے۔

اسی حقیقت کو حضرت مسیح نے تاکستان کی تمثیل میں واضح کیا ہے۔ حضرت مسیح نے ہیکل میں سردار کاہنوں اور قوم کے بزرگوں کو مخاطب کرکے فرمایا:-

"ایک اور تمثیل سنو۔ ایک گھر کا مالک تھا۔ جس نے تاکستان (انگوروں کا باغ۔ ناقل) لگایا اور اس کی چاروں طرف احاطہ گھیرا۔ اور اس میں حوض کھودا اور برج بنایا۔ اور اسے باغبانوں کو ٹھیکہ پر دے کر پردیس چلا گیا۔ اور جب پھل کا موسم قریب آیا۔ تو اس نے اپنے نوکروں کو باغبانوں کے پاس اپنا پھل لینے کو بھیجا اور باغبانوں نے اس کے نوکروں کو پکڑ کر کسی کو پیٹا اور کسی کو قتل کیا۔ اور کسی کو سنگسار کیا۔ اور پھر اس نے اور نوکروں کو بھیجا جو پہلوں سے زیادہ تھے۔ اور انہوں نے ان کے ساتھ بھی وہی سلوک

کیا۔ آخر اس نے اپنے بیٹے کو ان کے پاس یہ کہہ کر بھیجا کہ وہ میرے بیٹے کا تو لحاظ کریں گے۔ جب باغبانوں نے بیٹے کو دیکھا۔ تو آپس میں کہا یہی وارث ہے۔ آؤ اسے قتل کر کے اس کی میراث پر قبضہ کر لیں اور اسے پکڑ کر تاکستان سے باہر نکالا اور قتل کر دیا۔ پس جب تاکستان کا مالک آئے گا۔ تو ان باغبانوں کے ساتھ کیا کرے گا؟

انہوں نے اس سے کہا۔ ان بدکاروں کو بُری طرح ہلاک کریگا اور باغ کا ٹھیکہ دوسرے باغبانوں کو دے گا۔ جو موسم پر اس کو پھل دیں یسوعؔ نے ان سے کہا کیا تم نے کتاب مقدس میں کبھی نہیں پڑھا۔ کہ جس پتھر کو معماروں نے رد کیا وہی کونے کے سرے کا پتھر ہو گیا۔ یہ خداوند کی طرف سے ہوا۔ اور ہماری نظر میں عجیب ہے اس لئے میں تم سے کہتا ہوں۔ کہ خدا کی بادشاہی تم سے لے لی جائے گی۔ اور اس قوم کو جو اس کے پھل لائے دے دی جائیگی۔ اور جو اس پتھر پر گرے گا۔ ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے گا۔ لیکن جس پر وہ گرے گا۔ اسے پیس ڈالے گا۔"

اور جب سردار کاہنوں اور فریسیوں نے اس کی تمثیلیں سنیں تو سمجھ گئے کہ ہمارے حق میں کہتا ہے۔"

(متی ۲۱: ۳۳-۴۵)

یوحنا نے پھل نہ دینے والے اشجار کو کاٹنے اور جلانے سے خبردار کیا تھا۔ تاہم انہیں چونکہ حضرت مسیح کے آنے کا علم تھا

اس لیئے انہوں نے اسرائیلی باغبانوں کے خاتمے کا اشارہ نہ کیا. لیکن چونکہ یہودی باغبانوں نے مالک کے اکلوتے بیٹے مسیحؑ کو بھی قتل کر کے ہمیشہ کے لیئے باغ پر قبضہ کرنے کا ارادہ کر لیا. اور اس طرح مالک کا نشان تک مٹانے کی سازش کی۔ اس لئے مالک (خداوند قدوس) نے ہمیشہ کے لیئے ان سے اپنی میراث (تاکستان) چھین لی۔ اور اسے حضرت ابراہیمؑ کے گھرانے کی ایک دوسری قوم یعنی آلِ اسماعیل کو سونپ دیا۔ تاکہ وہ اللہ کے دین کو قائم کرے اور اللہ کے احکام کی اطاعت کر کے دنیا کی قوموں کو صراطِ مستقیم پر قائم کرے۔

مذکورہ بالا آیات سے واضح ہے کہ حضرت یوحنّاؑ اور مسیحؑ نے بنی اسرائیل کی ہلاکت و بربادی کی پیشگوئی فرمائی۔ اور بتا دیا۔ کہ اللہ تعالیٰ اپنی برکات بنی اسرائیل سے چھین کر کسی ایسی قوم کو عطا کر دے گا جو انبیاء بنی اسرائیل بالخصوص حضرت موسیٰؑ کے احکام کے مطابق دنیا میں توحید کو پھیلائے۔ شریعت کو نافذ کرے اور دنیا میں نیکی کو قائم اور بدی کا انسداد کرے۔

اب دیکھنا یہ ہے کہ یہ دوسری قوم کون ہو سکتی ہے۔ یہ تو واضح ہے کہ حضرت ابراھیمؑ اور دیگر انبیاء کی رُو سے ضروری ہے۔ کہ وہ قوم توحید پرست ہو۔ اس سے ان برکات کا

جن کا ذکر انبیاء کی کتابوں میں موجود ہو۔ انبیاء کے مسلک پر قائم ہو اسے زمانے میں ترقی دے اور بنی اسرائیل کے بعد یہ قوم بنی اسماعیلؑ کے سوا کوئی نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ بنی اسماعیل ہی وہ واحد قوم ہے۔ جسے آلِ اسحٰقؑ کے علاوہ بادشاہت اور نبوّت کی بشارت دی گئی۔ اور ارضِ مقدس میں اسرائیلیوں کی ہلاکت کے بعد اگر کسی غیر اسماعیلی قوم کو اس سرزمین میں نبوّت اور حکومت عطا کی جاتی تو حضرت ابراہیمؑ اور ان کی اولاد کے حق میں تمام بشارات خاک میں مل جاتیں۔ اور اس حقیقت سے کون انکار کر سکتا ہے۔ کہ بنی اسرائیل کے علاوہ آلِ اسماعیلؑ کے سوا، ارضِ مقدس میں کوئی دوسری قوم ان خوبیوں کی حامل نہیں ہوئی۔

حضرت مسیحؑ کی بشارات

یہودیوں کی بدقسمتی تھی کہ انھوں نے اپنے آخری محسنِ خاص حضرت مسیحؑ کی مخالفت کی۔ ان برکاتِ سماوی سے محروم ہو گئے۔ جو حضرت مسیحؑ ان کے لئے لے کر مبعوث ہوئے تھے۔ اور پیشتر اس کے کہ حضرت مسیحؑ ان تعلیمات کی تکمیل کرتے۔ یہودیوں نے انہیں اچانک گرفتار کروا کر (بقول اناجیل

مصلوب کروا دیا۔

حضرت مسیح کو صورتِ حالات کے اچانک بگڑ جانے کا انتہائی رنج تھا۔ اور انہیں اپنے مٹھی بھر پیروکاروں کی کس مپرسی کا قلق تھا۔ اس لئے آپ نے دکھی دل سے اپنی زندگی کی دعا کی اس پہ رحمتِ الٰہی جوش میں آئی۔ چونکہ یہود کی ہلاکت مقدر تھی اس لئے (بقول انجیل) آپ صلیب سے نہ بچ سکے۔ تاہم اللہ تعالیٰ نے آپ کو بشارت دی کہ:۔

آپ کی امت کو کس مپرسی کی حالت میں نہ چھوڑا جائے گا میں تمہارے مشن کی تکمیل آسمانی بادشاہت کے قیام اور تیرے ماننے والوں کے غلبے کے لئے تیری مانند ایک نبی بپا کروں گا جس کی نبوت تا قیامت جاری رہیگی وہ تیرے مخالف یہودیوں کو مجرم ٹھہرائے گا۔ اور تیری صداقت اور عظمت کو بحال کرے گا۔"

حضرت مسیح کو اس بات سے تسلی ہوئی۔ چنانچہ گرفتار ہونے سے کچھ عرصہ پہلے اپنے چہیتے بارہ شاگردوں کو جمع کیا اور انہیں فرمایا:۔

۱۔ "اگر تم مجھ سے محبت کرتے ہو تو میرے حکموں پہ عمل کرو گے تو میں باپ سے درخواست کروں گا کہ وہ تمہیں دوسرا مددگار بخشے گا کہ ابد تک تمہارے ساتھ رہے"

(یوحنا ۱۴: ۱۵-۱۶)

۲۔ "میں نے یہ باتیں تمہارے ساتھ رہ کر تم سے کہیں۔ لیکن وہ مددگار یعنی روح القدس جسے باپ میرے نام سے بھیجے گا وہ تمہیں سب باتیں سکھائے گا اور جو کچھ میں نے تم سے کہا ہے۔ وہ سب باتیں تمہیں یاد دلائے گا۔"

(یوحنا ۱۴: ۲۵-۲۶)

۳۔ لیکن جب وہ مددگار آئے گا جس کو میں تمہارے پاس باپ کی طرف سے بھیجوں گا۔ یعنی روح حق جو باپ سے صادر ہوتا ہے۔ تو وہ میری گواہی دے گا۔"

(یوحنا ۱۵: ۲۶)

۴۔ لیکن میں تم سے سچ کہتا ہوں۔ کہ میرا جانا تمہارے لئے فائدہ مند ہے۔ کیونکہ اگر میں نہ جاؤں تو وہ مددگار تمہارے پاس نہیں آئے گا۔ لیکن اگر میں جاؤں گا۔ تو اسے تمہارے پاس بھیج دوں گا۔ تو وہ آ کر دنیا کو گناہ اور راستبازی اور عدالت کے لئے قصوروار ٹھہرائے گا۔"

(یوحنا ۱۶: ۷-۸)

۵۔ "مجھے تم سے اور بھی بہت سی باتیں کہنا ہیں۔ مگر اب تم ان کو برداشت نہیں کر سکتے۔ لیکن جب وہ یعنی روح حق آئے گا تو تم کو سچائی کی تمام راہ بتائے گا۔ اس لئے کہ وہ اپنی طرف سے نہ کہے گا۔ لیکن جو کچھ سنے گا وہی

کہے گا اور تمہیں آئندہ کی خبریں دے گا۔ اور میرا جلال ظاہر کرے گا۔" (یوحنا ۱۶ : ۱۲ - ۱۴)

مسیحی بھائی اور دوسرے قارئین مذکورہ بالا حقائق پہ ایک بار پھر نظر ڈالیں۔

۱۔ حضرت یوحنا اور حضرت مسیح کی شدید مخالفت، ان کی تعلیمات کی تکذیب اور انہیں قتل و مصلوب کرنے کی وجہ سے بنی اسرائیل کو بےیار کر دیا گیا۔ اور ان سے ہمیشہ کے لئے نبوت چھین لی گئی۔ اور غضب الٰہی نے انہیں ذلت و مسکنت کا لباس پہنایا۔

۲۔ حضرت مسیح اپنا مشن اور تعلیم پوری نہ کر سکے۔ اور اپنے پیروکاروں کو تکمیل کے مراحل میں ہی چھوڑ گئے۔

۳۔ جانے سے قبل حضرت مسیح اپنے شاگردوں کی تسلی اور اپنے مشن کی تکمیل کے سلسلے میں اپنے جیسے دوسرے مددگار (تسلی دینے والے) کی آمد کی بشارت دے گئے۔

۴۔ چونکہ ارضِ مقدس تا ابد آلِ ابراہیم کو بخشی گئی تھی۔ اس لئے ضروری تھا۔ کہ آنے والا مبشر اور موعود حضرت ابراہیم کی نسل ہی سے ہو۔ اور چونکہ بنی اسرائیل کی محرومی کے بعد ان کی نسل سے بنی اسماعیل ہی باقی رہ گئے تھے۔ جو ارضِ مقدس کے بیشتر حصوں بالخصوص توحید کے مرکز

کعبہ (بیت اللہ) پر قابض و متمکن تھے۔ اس لئے نبوت وسلطنت الٰہی برکات سماوی ان ہی کے حصے میں آئیں۔

۵۔ ارض مقدس کی تاریخ بتاتی ہے۔ کہ حضرت مسیحؑ کے بعد صرف ایک ہی عظیم انسان ایسا ہوا ہے جس نے نبوت کا دعویٰ کیا۔ اور ان کا تعلق حضرت ابراہیمؑ کے فرزند اکبر حضرت اسماعیلؑ کی نسل سے تھا جس نے ابراہیمؑ کے مشن اور روایات کو زندہ کیا۔ حضرت موسیٰؑ کی طرح کامل شریعت دی۔ حضرت مسیحؑ کی عظمت، جلال اور صداقت کو بحال کیا۔ ان کے کارناموں اور تعلیمات کو تازہ اور نمایاں کیا اور ان کے مخالف یہودیوں کی تغلیط کر کے انہیں ظالم اور باطل شعار ٹھہرایا۔

اور پیغمبر اسلام حضرت محمد رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس تھی۔ جنہوں نے وحی الٰہی کے ذریعے توحید کی تعلیم دی۔ اسلام کی مکمل شریعت اور تعلیم قرآن حکیم کی صورت میں پیش کی۔ یہی شریعت اب ابد تک نسل انسانی کی رہنمائی کرے گی اور اس نبوت کی تکمیل اور ختمیت کا اعلان کر کے آنحضرتؐ کو خاتم الانبیاء ٹھہرایا۔ اور آسمانی برکات کو آل ابراہیمؑ میں مختص کر دیا۔ آپؐ نے قرآن حکیم کی رو سے جہاں انبیائے بنی اسرائیل اور ان کی آسمانی کتابوں توریت۔ زبور۔ انجیل

وغیرھم کی صداقت ظاہر کی۔ وہاں خاص کر حضرت عیسیٰؑ کے دعاوی، کارناموں اور صداقت کا ڈنکے کی چوٹ اعلان کیا۔ جس کا ذکر کرتے ہوئے ہمارے مسیحی پادری بھی نہیں تھکتے۔ اور ہمارے علماء تو شب و روز اسرائیلی نبیوں اور روایات کا مبالغے کی حد تک ذکر کرتے رہتے ہیں۔

پس یہ حقیقت روزِ روشن کی طرح عیاں ہے کہ حضرت ابراہیمؑ اور حضرت ہاجرہؓ کو دین و دنیا کی برکات (نبوت بادشاہت) کی بار بار بشارات ملیں۔ حضرت ابراہیمؑ نے حکمِ الٰہی سے حضرت اسمٰعیلؑ کی اولاد کو ارضِ مقدس کے جس حصے میں آباد کیا۔ وہ آج تک وہاں آباد اور ہمیشہ کی طرح گورخر کی مانند آزاد چلی آرہی ہے۔

بلکہ جب آلِ ابراہیمؑ میں سے بنی اسرائیل ارضِ مقدس سے خارج کیے گئے۔ تو ان کی جگہ بنی اسماعیلؑ نے تسلط حاصل کر کے بشارات کو باطل ہونے سے بچا لیا۔ اور اسی طرح جب یروشلم میں ہیکل کا وجود خطرے میں پڑا۔ تو بنی اسماعیلؑ نے مکہ میں بیت اللہ کی عظمت کو محفوظ رکھ کر حضرت ابراہیمؑ کے دینی ورثے ایک خدا کی عبادت اور کبریائی کا علم بلند رکھا۔ پھر جب بنی اسرائیل اپنی حق دشمنی اور نبیوں کے قتل کی وجہ سے نبوت سے محروم رہ گئے۔ تو اللہ تعالےٰ نے

حضرت یوحناؑ ، حضرت مسیحؑ اور دیگر انبیاء کی تمناؤں اور دعاؤں کے مطابق آلِ اسماعیلؑ میں سے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو منصب نبوت بخشا جنہوں نے آلِ ابراہیمؑ (آلِ اسماعیلؑ اور آلِ اسحاقؑ) دونوں کے حق پرستوں کو یک جا کیا ۔ اور اپنی جانی اور مالی قربانیوں سے باطل عناصر کو کچلا ۔ اور اس ارضِ مقدس میں جسے اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی وساطت سے ابراہیمؑ کی نسل کو بخشا تھا ۔ آسمانی بادشاہت قائم کی ۔ اور ان اسرائیلی نبیوں کی بشارات کو سچا کر دکھایا ۔ اور یہ عظیم الشان نبی مکہ کی سرزمین سے اٹھ کر انبیاء کے مشن کو مکمل اور پورا نہ کرتے تو حق ہمیشہ ہمیشہ کے لئے دنیا کی نگاہوں سے اوجھل رہتا ۔

ان حقائق کی روشنی میں ہم تمام حق پرست مسیحیوں سے امید کرتے ہیں ۔ کہ وہ ہمارے جھٹلانے کے لئے قلم اٹھانے اور زبان کھولنے سے پہلے ایک سے زیادہ بار کتابِ مقدس کی بشارات پر غور کریں ۔

اور اگر دیکھیں کہ ہم نے جو کچھ لکھا ہے وہ صداقت پر مبنی ہے ۔ تو اسے قبول کریں ۔ کتاب اقدس کی بشارات سے دنیا کو بہرہ ور کرنے کے لئے موعود انبیاء حضرت محمد رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت پر ایمان لائیں ۔

اور آسمانی برکات وحکمت سے اپنا دامن بھریں۔

وَمَا عَلَیْنَا اِلَّا الْبَلَاغ وآخِر دعوانا

ان الحمد لِلّٰہِ رَبِّ العالمین